فروغ اردو میں رسالہ ”سویرا“ کا کردار

The Role of The Magazine "Saveera" In The Promotion Of Urdu

رضوان مسعود[i] ڈاکٹر محمد خاں اشرف[ii]

Abstract:

Magazines play a very important role in promoting critical tendency in society. It brings to light good and bad aspects of society. It also makes the reader aware of new and old creation. Magazines built the intellectual and thoughtful foundations of the subcontinent. These are full of expression cultural activities of the society like "Saveera" magazine. This magazine played a significant role in the promoting of Urdu language and literature by interpreting progressivism. Early compilers of this paper, there were the figures that had progressive tendencies. It enhances the tradition of literature by publishing works of famous and progressive writers. The writers of different state convey life changing message with the platform of "Saveera" magazine and their literary importance cannot be denied. The current age of information, "Saveera" and his contemporary journals are promoting moral values, in an upholding justice and raising the voice of deprived sections of the society. They are our great asset.

Keywords: *Importance, Literary journals, Urdu literature, Saveera Progressivism, Moral values, Tradition contemporary, Expression.*

رسائل معاشرے میں تنقیدی رجحان کو فروغ دینے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ معاشرے کے اچھے اور برے پہلوؤں کو سامنے لاتے ہیں۔ یہ قاری کو نئی اور پرانی تخلیقات سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ رسائل نے برصغیر کی فکری بنیادیں استوار کیں۔ انھی کی ایک مثال "سویرا" ہے جو معاشرے کی ثقافتی سرگرمیوں کے لیے کوشاں رہا۔ اس رسالے نے ترقی پسندی کی ترجمانی کرتے ہوئے اردو زبان و ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ ترقی پسند مصنفین کی تخلیقات کو شائع کرکے ادب کی روایت کو بڑھاتا رہا ہے۔ مختلف مصنفین "سویرا" کے پلیٹ فارم سے زندگی کو بدلنے والا پیغام دیتے ہیں، جن کی ادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ معلومات کا موجودہ دور، "سویرا" اور ان کے ہم عصر جرائد اخلاقی اقدار کو فروغ دے رہے ہیں۔ انصاف کو برقرار رکھتے ہوئے اور معاشرے کے محروم طبقات کی آواز کو بلند کر رہے ہیں۔ یہ ہمارا عظیم اثاثہ ہیں۔

کلیدی الفاظ: تغیر و تبدل ، علمی و ادبی مباحث ، رجحانات ، ترقی پسندیت ، انفرادیت ، ادبی نظریات ، فلاح و بہبود ، زبان و ادب ، نشیب و فراز ، تخلیقات ، نگارشات ، جدید ادب۔

اردو ادبی رسائل زبان و ادب کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ کوئی بھی ادیب، شاعر یا نقاد ان کی اہمیت اور خدمات سے انکار نہیں کر سکتا۔ گذشتہ دو صدیوں سے یہ ادب کی ترویج میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے نئے اور پرانے لکھنے والوں کی نگارشات کو قاری تک پہنچانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں اردو ان رسائل کا باقاعدہ آغاز ۱۸۴۰ء میں ماہ نامہ "خیر خواہ ہند" سے ہوا اور پھر دنیا

i اسکالر پی ایچ۔ ڈی، شعبہ اردو، **لاہور گیریژن یونی ورسٹی، لاہور**۔(**Corresponding Author**)

ii پروفیسر، شعبہ اردو، **لاہور گیریژن یونی ورسٹی، لاہور**۔

کے حالات و واقعات کے تغیر و تبدل کے ساتھ ساتھ بہت سے رسائل و جرائد ادبی افق پر ابھرے اور کئی ایک معاشی حالات کا شکار ہو گئے ان میں سے کچھ تاریخ ساز بھی ہیں جنھیں دنیائے علم و ادب میں ممتاز مقام و مرتبہ نصیب ہوا۔ ان رسائل نے نا صرف بڑی تعداد میں تخلیق کار پیدا کیے بلکہ علمی و ادبی مباحث کے ذریعے علم و فن کو ترقی بھی دی اور اس کے علاوہ نئی نئی تحریکات، خیالات اور رجحانات کو بھی فروغ ملا۔ اس حوالے سے یوسف احمد رقم طراز ہیں:

> "ادبی رسائل کا سب سے بہترین کارنامہ یہ ہے کہ یہ نئے تخلیق کاروں کو شناخت عطا کرتے ہیں۔ ان کو تحریک و ترغیب دیتے رہتے ہیں اور نئے نئے موضوعات پر لکھوا کر ادب کے ذخیرے میں اضافہ کرتے ہیں اور قارئین کی معلومات اور ذہن کو بیدار کرنے کا کام بھی رسائل و جرائد ہی کا ہے۔" (۱)

بیسویں صدی کا پانچواں عشرہ شروع سے ہی ترقی پسند تحریک کے شباب کا دور سمجھا جاتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک ادبی تحریک تھی۔ اس تحریک کے زیر اثر اردو ادب نے بہت ترقی کی اور کئی رسائل بھی شائع ہوئے جن سے نا صرف اس تحریک کو تقویت ملی، بلکہ بہت سے قلم کار تخلیق کاری کے مراحل بھی سے گزرے۔ ان میں "افکار" (بھوپال)، "ادبِ لطیف" (لاہور)، "سویرا" (لاہور)، "ساقی" (دہلی)، "کلیم" (دہلی)، "عصری ادب" (دہلی)، "جدید اردو" (کلکتہ)، "نیا ادب" (لاہور)، شاہراہ (دہلی) وغیرہ نمایاں ترقی پسند رسائل تھے۔ ان میں "ادبِ لطیف" چودھری برکت علی کے زیر انتظام شائع ہوتا تھا جو اس تحریک کے زبردست حامی تھے، ان کے بھتیجے چودھری نذیر احمد جو کہ طباعت و اشاعت کے کاروبار میں ان کے معاون تھے اور ترقی پسندانہ خیالات کے تابع تھے۔ وہ اکثر اس تحریک سے وابستہ مصنفین کے ساتھ مختلف سرگرمیوں میں شامل ہوتے رہتے، مگر نظریاتی اختلاف کی وجہ سے انھوں نے "ادبِ لطیف" سے علیحدگی اختیار کر لی اور ۱۹۴۶ء میں "نیا ادارہ" کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کرکے ادبی رسالہ "سویرا" کا اجرا کیا۔ یہ ترقی پسند تحریک کا ترجمان رسالہ تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں بہت سے ادبی رسائل و جرائد شائع ہوئے تاہم چند رسائل ہی معیاری شمار کیے جا سکتے ہیں۔ "سویرا" انھیں میں سے ایک عہد ساز رسالہ ہے جو گزشتہ پون صدی سے ادبی افق پر چمک رہا ہے، جس نے اپنے ادبی سفر کا آغاز قیام پاکستان سے قبل جنوری ۱۹۴۶ء میں

کیا۔ اس نے اپنے معیاری مشمولات کی بدولت آغاز میں ہی اردو ادبی صحافت میں ایک منفرد پہچان بنالی۔ اسے ابتدا سے ہی نامور شخصیات کی سرپرستی میسر آئی۔ اس حوالے سے سید کاظم جعفری لکھتے ہیں:

> "ادبی مجلے "سویرا" کا نام آتے ہی ادبی صحافت کے اعلیٰ پائے کے مدیران کی ایک کہکشاں ماضی کی دھند میں سے ظاہر ہو کر جگمگانے لگتی ہے ......کیسے کیسے نام تھے جنھوں نے اس کی ادارت کی: ساحر لدھیانوی، احمد راہی، صلاح الدین محمود، حنیف رامے کیسے کیسے نایاب ادیبوں کی نگارشات اس پرچے کی زینت ہوا کرتی تھیں ...... کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، بلونت سنگھ، سعادت حسن منٹو، اشفاق احمد، شفیق الرحمٰن۔ یہ فہرست بہت طویل ہے، یاد رہے کہ اس مجلّہ کے بانی نذیر احمد چودھری تھے۔"(۲)

"سویرا" کے تخلیق کاروں نے اس کے ادبی، تنقیدی و تحقیقی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے قریبا پچھتّر سال اس کی آبیاری کی۔ اس کی اشاعت کا بنیادی مقصد جدید اردو ادب کی نشو نما اور تخلیقی قدروں کو پروان چڑھانا تھا۔ چودھری نذیر احمد اس کے ذریعے اپنے فکری نظریات واضح انداز میں سامنے لانا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں وہ اپنے ایک مضمون بہ عنوان "مجھے بھی کچھ کہنا ہے" میں رقم طراز ہیں:

> "سویرا میری نئی رگِ جاں ہے اور میں ملک بھر کے ادب نواز اور ادب ساز حلقوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اسے فن کاروں کے جدید تر تجربوں اور اشاعتی محاسن کی جدید ترین قدروں کا وہ یادگار اور مثالی پیکر بنادوں گا جس کے نقوش ایک مدت سے سرمایہ دارانہ دباؤ نے میرے ذہن کے نہاں خانوں میں بھینچ رکھے تھے اب میں زیادہ جرات، زیادہ خوب صورتی اور زیادہ حوصلے کے ساتھ اپنی دبی گھٹی صلاحیتوں کو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اب میں آپ کے اور زیادہ قریب آگیا ہوں۔"(۳)

برصغیر کی علمی و ادبی فضا کو پروان چڑھانے میں "سویرا" نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ اس نے شعری و نثری ادب میں نئے شعور اور اسالیب کی راہ ہموار کی اور نئے تخلیق کاروں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کیا تاکہ وہ اپنا نظریہ قارئین تک پہنچا سکے۔ اس میں ہمیشہ ان ادبا اور شعرا کی نگارشات کو خلوص دل سے جگہ دی گئی جو اردو زبان و ادب کی صحیح معنوں میں عکاسی کرتے تھے۔ درحقیقت ان کی کامیابی کی بڑی وجہ قارئین کی نبض شناسی تھی کہ انھیں خالص ادبی تحریریں پڑھنے کو دستیاب ہوئیں۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ "سویرا" کا مزاج

ابتدا سے ہی خالص ادبی رہا۔ اس حوالے سے عزیز نبیل لکھتے ہیں:

"سویرا کا مزاج ابتدا سے ہی خالص ادبی رہا اور بہت اہم قلم کاروں کا ساتھ نصیب ہوا چنانچہ "سویرا" کی روشنی بہت دور تک پھیلتی چلی گئی۔" (۴)

"سویرا" کے ابتدائی مرتبین میں احمد ندیم قاسمی، چودھری نذیر احمد اور فکر تونسوی ایسی نابغہ روزگار شخصیات تھیں، بعدازاں مختلف شخصیات نے اس کی ادارت سنبھالی۔ عصرِ حاضر میں سلیم الرحمٰن اس کے مدیر ہیں اور تحریک کے خیالات و نظریات سے قطع نظر اب تمام قلم کاروں کی تخلیقات شائع کر رہے ہیں۔ ابتدا میں یہ ترقی پسند ادب کا حامی تھا بعدازاں اس میں علامتی، فلسفیانہ اور مذہبی فکر کی حامل تحریریں شامل ہوئیں۔ موجودہ دور میں ہر مکتبہ فکر کی تخلیقات اس میں شائع ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے صفدر عمران قادری رقم طراز ہیں:

"رفتہ رفتہ سویرا حلقہ ارباب ذوق یا ترقی پسندوں سے علیحدہ حلقے کی ترجمانی میں سرگرم دکھائی دینے لگا جب اس رسالے سے حنیف رامے منسلک ہو گئے تب تو یہ خالص غیر ترقی پسند ہو گیا اور نئے ادب کی شناخت میں اس نے اپنے ذہن کے کئی اور دریچے بھی وا کیے اس کے علاوہ انگریزی اور یورپی ادب کے تراجم اور اس پر تبصرے اور مضامین کی اشاعت سے اپنے قارئین کو ترقی پسندوں سے ایک عالمی سطح پر نئے ادب کے ذائقے سے آشنا کرانا رفتہ رفتہ سویرا کا مقصد بن گیا۔" (۵)

کسی بھی رسالے کا اداریہ اس کے مزاج کا عکاس ہوا کرتا ہے مگر "سویرا" کے اداریوں میں تحریکات کے علاوہ علامت نگاری، ادب، فن کا تعلق، فنون لطیفہ کی اہمیت، مقام و مرتبہ وغیرہ ایسے موضوعات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ اس کے اداریوں میں جو ادب ملتا ہے وہ علم بھی ہے اور فن بھی۔ ادب کو کمال ابلاغ کے توسط ہی سے نصیب ہوتا ہے۔ اخبارات اور رسائل میں ادارتی مقالے دعوتِ عمل دیتے ہیں جن سے عام قاری کی بھلائی اور بہتری ہوتی ہے۔ "سویرا" نے اردو زبان و ادب کو نیا رجحان، نئی فکر، جدت وندرت اور نئے تصورات پر مشتمل مواد فراہم کیا اور یہ مواد بہتے ہوئے پانی کی طرح صاف شفاف ہے۔ یہ رسالہ ہمیشہ زبان و ادب میں کچھ نا کچھ نیا پیش کرتا رہا ہے۔ یہ اردو نظم و نثر کو جدید مشمولات عطا کرنے میں کامیاب رہا اور نئے لکھنے والوں کی سوچ کا محرک بھی ثابت ہوا۔ اس حوالے سے چودھری نذیر احمد لکھتے ہیں:

''سویرا اردو کے نئے ادب کی ایک میزان ہو گا اور بڑے بڑے یک سالہ یا دو سالہ منتخب مجموعوں کے سیلاب کا ایک حسین و جمیل رد عمل ہو گا۔ اس کی روح اور جسم کی خوبصورتی، طہارت اور صباحت اردو کی کتابی دنیا میں مقابلہ کی بجائے ایک نئے پیغام، ایک تعمیری اجتہاد، ایک ابدی حرکت کی پیش رو اور سال بھر میں اس نوع کی چھ کتابیں اردو ادب کی تاریخ میں چھ روشن اور ٹھوس واقعات کی حیثیت اختیار کر کے اپنے عقب میں ایک نئی کہکشاں تعمیر کرتی چلی آئیں گی۔''(۲)

برصغیر میں مختلف سیاسی، سماجی اور معاشرتی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔"سویرا" نے ان تمام تغیرات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے موضوعات کو اپنایا جو اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی کے ساتھ ساتھ نئے نظریات و خیالات کی اشاعت کا بھی سبب بنے۔ اس کے معیاری مشمولات کی وجہ سے قارئین کے ذوق میں اضافہ ہوا۔ اس سے نا صرف اردو پڑھنے کا رجحان بڑھا بلکہ اچھی اردو لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوئی۔"سویرا" نے ناول، افسانے، مضامین، نظم، غزل، خطوط غرض صنفِ ادب کی تمام تر اصناف کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا اور ہر مکتبہ فکر کے قلم کاروں کی نگارشات شائع کیں۔ ان میں ادیب، شاعر، صحافی اور مختلف انواع کے صاحب طرز شامل رہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی بھی زبان کی ترقی میں اس کے رسائل و جرائد کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ اخلاقی قدروں کو پروان چڑھانے، انصاف کا بول بالا کرنے اور معاشرے کے پسماندہ اور محروم طبقے کی آواز بلند کرنے کے حوالے سے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر "سویرا" نے بھی اردو زبان و ادب کی ترویج میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ کیوں کہ معاشرے کی فلاح و بہبود اور ادب کے فروغ کے لیے رسائل کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

کسی قوم کی ترقی کا اندازہ اس دور میں ہونے والی تخلیقات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ انسانیت کے وسیع تر مفاد میں کس قسم کے مضامین اور مواد رسائل و جرائد میں فراہم کر رہے ہیں، کیوں کہ انسان کی ذہنی اور تخلیقی کاوشیں ان کے ذریعے پوری دنیا تک پہنچائی جا سکتی ہیں۔ اس لیے تحریروں کے انتخاب میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بات کرنی ہے تو صاف ستھرے انداز میں پیش کی جائے جو پڑھنے والے پر گراں نہ گزرے اور مقصد بھی پورا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ "سویرا" نے قاری کی ذہنی اور کرداری تربیت کے ساتھ قلم کار کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے میں بنیادی کردار ادا کیا

ہے۔ اس نے اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ہمیشہ جدید ادب کو حلقۂ قرات تک پہنچانے کی کوشش کی ہے کہ ادبی رسائل جدید ادب کو عام قاری تک پہنچانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس نے زبان و ادب اور مصنفین کو نئی سمت عطا کر کے اس کا معیار مقرر کیا۔ کسی قوم کے لیے اس کے ادبی ورثے کو محفوظ رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے کیوں کہ ادبی ورثہ ہی اس کی شناخت ہوتا ہے اور اس ورثہ کو قائم رکھنے میں ان رسائل کا بنیادی کردار ہوتا ہے، "سویرا" نے یہ کام بخوبی انجام دیا۔ قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک مختلف ادوار کے معاشرتی رویوں کا مطالعہ کرنے کے لیے اس کے شماروں سے ٹھوس مواد ملتا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ ادب محض حظ اٹھانے یا تفریح حاصل کرنے کے لیے نہیں تخلیق کیا جاتا بلکہ اس کے ذریعے زندگی کے مختلف پہلوؤں اور معاشرے کی ترجمانی کی جاتی ہے۔

ادب کو اگر ایک سماجی عمل کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ کوئی بھی تخلیق کار اپنے ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اپنے گرد و پیش سے جو اثر قبول کرتا ہے اسے لفظوں کی صورت میں خوبصورتی سے قرطاس کے حوالے کرتا ہے۔ تحریر میں جس قدر خوبصورتی ہو اس کا تاثر بڑھتا ہے اور وہ دل میں اتر جاتی ہے۔ ایسی متاثر کن تحریر، پڑھنے والے کی نظر میں پورا منظر واضح کر دیتی ہے اور اسے کسی مغالطہ یا ابہام کا سامنا نہیں کرنا پڑتا کیوں کہ اصل بات سمجھ آ جاتی ہے۔ انسانیت کا چہرہ ادب کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے یعنی انسانی حیات میں جو کچھ ہے ادب اس کی تصویر کشی کرتا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ انسان کے لیے ادب لیڈر کی حیثیت رکھتا ہے جو انسانی حیات کے اچھے اور برے دونوں پہلوؤں کا آئینہ دار ہے۔ ادب انسان میں شعور اجاگر کر کے انسان کی حقیقی زندگی سے متعلق آگاہی عطا کرتا ہے۔ اسی شعور کی وساطت سے انسان زندگی کی گہرائیوں کو سمجھنے کے لائق ہوتا ہے۔ یوں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ادب ہی انسانی حیات کے اصلی چہرے کا عکاس ہے اور عام آنکھ سے اوجھل حقائق کو واضح کرنے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا ادب سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔ "سویرا" کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس نے ادب سے مکمل طور پر استفادہ اور زندگی سے متعلق تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کے لیے ایک معیاری جریدے کے طور پر اپنی حیثیت منوائی ہے۔ اس امر کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ برصغیر پاک و ہند میں بیداریِ شعور کے عمل میں اس کا بنیادی کردار ہے اور ادب کو عام افراد تک پہنچانے کے لیے ایک میڈیم بھی عطا کیا ہے۔ یوں اس کی معنوی حیثیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسے

ناصرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اپنی ہئیت و ساخت کی وجہ سے پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ابتدا سے لے کر اب تک زینہ بہ زینہ ہر عہد میں "سویرا" نے زبان وادب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا جب کہ حالات کے پیشِ نظر اس کے مشمولات، تصورات و خیالات میں تبدیلی آتی رہی مگر زبان وادب کی ترویج میں مسلسل ارتقائی عمل جاری رہا۔ اس کی زبان جمود کا شکار نہیں ہوئی بلکہ اس نے تخلیق کاروں کو نت نئے تجربات سے گزار کر نئی تراکیب و تشبیہات اور نئی جہتیں متعارف کروائی ہیں۔ اس کے لکھنے والوں میں اردو ادب کی قدآور شخصیات نے مختلف اصناف کی ترویج وترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

کسی بھی رسالے کی کامیابی یہ ہے کہ وہ نظریات و عقائد کی تقسیم، ماحول کی تبدیلی اور تہذیبوں کی تقسیم کو اس عہد کی ادبی زبان سے ہم آہنگ کرے۔ ایسی تبدیلیاں ادیب کے ذہن کو بھی متاثر کرتی ہیں جس کا اثر ان کی تخلیق پر بھی پڑتا ہے۔ "سویرا" کے ادبی سرمائے کا مطالعہ کیا جائے تو درج ذیل پہلو سامنے آتے ہیں:

۱۔ ادبی رسالہ ہونے کے باوجود "سویرا" نے ایک تسلسل کے ساتھ اپنی ادبی شکل قائم رکھی ہے۔

۲۔ "سویرا" کا تصورِ ادب اسلامی، اخلاقی اور آفادی نقطہ نظر کا مظہر ہے۔ اس رسالے نے کبھی اپنے مقاصد کو نظر انداز نہیں کیا۔

۳۔ "سویرا" کی مختلف ادبی جہتیں، وحدتِ تاثر کی حامل ہیں جس کی وجہ سے جریدے کا نظریاتی تشخص قائم رہتا ہے۔

۴۔ "سویرا" کے درجنوں تنقیدی و تحقیقی مضامین، نئے تصورات اور زبان کے نئے تجربات پر مبنی ہیں۔ ان مضامین سے ناصرف عام قاری بلکہ تحقیق نگار بھی فیض یاب ہو رہے ہیں۔ سیکڑوں مقالات اس حوالے سے موجود ہیں۔

۵۔ سہل زبانی کے اعتبار سے "سویرا" کے مختلف ادوار کے شماروں میں معیاری نمونے ملتے ہیں۔ اس کے شذرات، تبصرے اور وفیات وغیرہ میں تحقیق نگاروں کی دلچسپی کا خاصا سامان موجود ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ اصنافِ ادب کے اعتبار سے "سویرا" منفرد مزاج کا حامل ہے۔ عموماً تخلیقی نثر و جدید رجحانات نقد و نذر کے عمل سے گزرتے ہوئے ادبی رسائل زبان وادب کے معیاری دھاروں سے الگ

تھلگ دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم "سویرا" کے پلیٹ فارم پر صورتحال اس کے برعکس ہے یہاں نظریات و خیالات زبان و بیان سے ہم آہنگ ہو کر ابھرتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے کہ "سویرا" دبستان کی حیثیت رکھتا ہے، تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ اس کے پلیٹ فارم سے ہر دور میں گیسوئے ادب کو سنوارنے اور نکھارنے کا کام ہوا ہے۔ گذشتہ شماروں کو دیکھیں تو اردو میں جو بھی تحریکیں رونما ہوئیں ان پر اس رسالے کے ادبی کارہائے نمایاں گہری چھاپ چھوڑتے ہیں۔ فکر و نظر کے اعتبار سے جس طرح برصغیر پاک و ہند کے رسائل میں "سویرا" کو نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے اسی طرح زبان و بیان اور تخلیقی اعتبار سے ادب کے میدان میں بھی یہ نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں متعدد زیرک شاعر، ادیب، ناقدین اور محققینِ ادب نے جنم لیا ہے جو "سویرا" کا فخر کہلائے ہیں۔

اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی میں "سویرا" کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ آغاز میں اردو زبان و ادب پر فارسی کے اثرات نمایاں تھے جس کی وجہ فارسی شعرا کا دبدبہ ہندوستان کی فضا پر چھایا رہتا تھا۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں اردو زبان و ادب ایک واضح شکل اختیار کر چکی تھی۔ اردو کی نشوونما کے حوالے سے ادبی رسائل کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ جہاں تک "سویرا" کا تعلق ہے اس کا اردو ادب کے فروغ میں ہمیشہ سے ہی ایک اہم حصہ رہا ہے۔ یہ ہر عہد میں ادبی رجحانات و میلانات اور ادبی مزاج کا آئینہ دار رہا ہے۔ اردو زبان مختلف جہات کی حامل ہے۔ مشتاق صدف لکھتے ہیں:

> ''کوئی بھی زبان دراصل گلاب کی پتیوں کی مانند ہوتی ہے اس کے کئی رنگ ہوتے ہیں اور ان رنگوں میں ایک طرح کی انفرادیت ہوتی ہے انھی رنگوں سے زبان کا تنوع ظاہر ہوتا ہے اور لسانی دائرے پھیلتے ہیں۔ اسی رنگ کو اسلوب بھی کہتے ہیں۔ اردو زبان کے کئی اسالیب رہے ہیں۔ اسلوب کی اپنی انفرادیت اور اہمیت ہے جب اردو صحافت کے خدوخال اور لسانی مزاج کی تشکیل ہو رہی تھی اس وقت دو اسلوب اردو نثر پر حاوی تھے ایک اسلوب تو وہ تھا جس میں مقفہ اور مسجع جملے ہوتے تھے اور رنگین شاعرانہ انداز کی انشاپردازی ہوتی تھی۔۔۔۔۔ دوسرا اسلوب وہ تھا جس میں سادگی اور پرکاری تھی اور اس کا زور ترسیلِ خیال تھا۔'' (۷)

گویا اردو طرز نگارش دو حصوں میں منقسم تھا۔ "سویرا" نے ان دونوں اسالیب کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک توازن قائم کیا۔ اس کی تحریروں میں درج بالا اقتباس کے اول الذکر طریقے پر زور دیا گیا نہ ہی

آخرالذکر پر بلکہ دونوں اسالیب میں توازن پیدا کر کے ایک شاندار اور دلچسپ اندازِ تحریر متعارف کروایا گیا۔ اس کی تحریروں میں لسانی سطحیں ذہنی تنوع سے جا ملتی ہیں اور ایسی شکلیں رونما ہوتی ہیں جس سے زبان کو ترقی ملی اور اس کا دائرہ وسیع ہوا۔ اس کے پلیٹ فارم سے قاری اور لکھاری نئی نئی اصطلاحوں سے متعارف ہوا۔ قریبا دنیا کی ہر زبان علاقائی مذاہب کے اثرات قبول کرتی ہے۔ اسی خیال کے پیشِ نظر "سویرا" کی تحریروں میں بھی زبان کی کئی سطحیں نظر آتی ہیں۔

"سویرا" فروغِ ادب کا ہی نہیں بلکہ ادب کی نئی اصناف اور نئے لکھنے والوں کو متعارف کروانے کا ذریعہ بھی بنا۔ اس نے اپنے پیراہن آہستہ آہستہ بدلے اور اردو ادب کے مختلف ادوار میں متنوع ادبی مزاج اور نظریات کو تشکیل دی۔ دراصل یہ اپنے عہد کے تخلیق کاروں کا شناخت نامہ ہے اور نسلِ نو کے تحقیق نگاروں کے لیے ایک مستند وسیلہ ہے۔ اس کی ہمہ گیر قوت کا اندازہ گزشتہ سوپرچوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

"سویرا" نا صرف ذریعہ ابلاغ بنا بلکہ ادب و تہذیب کا عکاس بھی ٹھہرا۔ اس سے تقریبا پون صدی کی ادبی اور تہذیبی صورتحال سے آگاہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ گویا اردو زبان و ادب کا ایک بڑا سرمایہ اس کے صفحات کی تہوں میں چھپا ہوا ہے۔ ہر عہد میں اس کے پلیٹ فارم سے معیاری تحریریں منظر عام پر آئیں جن سے اردو زبان و ادب کو اعتبار اور وقار حاصل ہوا۔ اس کے دامن میں نئے نئے پھول کھلے جو زبان و ادب کو فروغ دینے میں کارگر ثابت ہوئے۔ اس کے پرانے اوراق میں عظمتِ رفتہ کی یادیں تازہ ہوتی ہیں تو کہیں نئے صفحات سے مستقبل کے عظیم نظریات کی خوشبو اٹھتی ہے۔

"سویرا" کے ہم عصر رسائل بھی معیاری اعتبار سے یکساں اہم اور مقبولیت کے حامل ہیں۔ تاہم ان کے سابقہ اور موجودہ مضامین میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ اس لیے ادبی اور معیاری لحاظ سے جو مقام "سویرا" کا ہے وہ شاید ہی کسی اور رسالے کو نصیب ہوا ہو۔ اس نے ہمیشہ ایسے ادیب کو اہمیت دی ہے جس کی سوچ منفرد ہو۔ اس کے قلم کار ترقی کے جذبوں سے سرشار معاشرے کی فلاح و بہبود کے حامی اور زبان کی نئی نئی جہتوں کے اختراع ساز تھے۔ اس کی تحریریں نا صرف تاریخ، فکشن اور معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ تفریحِ طبع کا لطف دیتیں ہیں بلکہ یہ محققین کے لیے ادبی رہنمائی کا بھی ذریعہ ہیں۔ یہ جدید اردو کا علم بردار ہونے کے ساتھ ادب میں نئے افکار کے لیے سود مند ہے۔ بڑے صاحب طرز اور صاحب زبان قلم کاروں

ISSN:2708-5724, E-ISSN:2708-5732

سے منسلک ہونا ایک کامیابی تصور کی جاتی ہے۔ بلا شبہ اس کامیابی کے پیچھے رسالے کے مدیران و مصنفین کی اردو زبان و ادب کے ساتھ محبت اوران کی معیاری تخلیقات شامل ہیں۔ "سویرا" اپنے منفرد اسلوب کے ذریعے قاری کی فکر اور سوچ کے دھارے بدلنے میں کامیاب رہا ہے۔ ہر عہد میں جنم لینے والے نئے نظریات نے زبان کے رنگوں کے ساتھ "سویرا" کی زینت میں بھی اضافہ کیا ہے۔اسلم ملک رقم طراز ہیں:

> ”کیرکٹ گارڈ، ایلیٹ، فرائڈ، ایڈلر، ولیم جیمز وغیرہ کے افکار کے ساتھ ہیئت کے نئے نئے تجربات "سویرا" کے صفحات پر جگہ پانے لگے۔ خاص طور پہ علامتی افسانے اور نثری نظم کو کافی اہمیت دی گئی۔ آج کل سویرا پر مذہب کا رنگ کچھ چوکھا ہونے لگا ہے۔“ (۸)

"سویرا" کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں اردو تحریکات کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کے مطبوعہ کئی رسالے ترقی پسند افکار کی تخلیقات کے ترجمان رہے ہیں۔ ابتدائی شماروں کی پیشانی پر "ادب اور آرٹ" ایسے الفاظ رقم تھے۔ بعد ازاں "ادب اور آرٹ" کے ساتھ "کلچر" کا بھی اضافہ ہو گیا۔ اردو ادب کی تاریخ میں بڑے نامور قلم کاروں کی اولین تحریریں "سویرا" کے پلیٹ فارم سے اشاعت پذیر ہوتی رہی ہیں جن میں احمد ندیم قاسمی، ظہیر کاشمیری، فیض احمد فیض، طفیل احمد خان، انتظار حسین، منیر نیازی، مجید امجد، عبداللہ حسین، ریاض احمد، آدم شیر، مستنصر حسین تارڑ، صلاح الدین محمود، مشتاق احمد یوسفی، تحسین فراقی، شمس الرحمٰن فاروقی، جمیل جالبی، امجد اسلام امجد، حنیف رامے، محمود احمد قاضی، راحت چغتائی، خالدہ اصغر وغیرہ شامل ہیں۔ نامور ادیب دلراج کی تحریریں پاکستانی جرائد میں سے صرف "سویرا" میں شائع ہوئیں اور قارئین کی توجہ کا باعث بنتی رہیں۔ پطرس بھی بطور شاعر اس رسالے کے پلیٹ فارم سے ہی متعارف ہوئے۔ آج بھی عصرِ حاضر کے بہترین ادبا رسالے سے جڑے ہوئے ہیں کہ ان کی تخلیقات اس میں باقاعدگی سے شائع ہو رہی ہیں۔ اس رسالے کی خصوصیات میں ادبیت کا عنصر نمایاں ہے۔ انور سدید لکھتے ہیں:

> ”پرچے کا پورا مزاج ادبی ہے اور اس پر کسی خاص گروہ کی چھاپ نمایاں نظر نہیں آتی۔۔۔ مضامین نظم و نثر کا معیار اتنا اونچا رکھا کہ چھپتے ہی مقبولیت کی تمام منزلیں سر کر گیا۔۔۔ اسے اردو زبان کا خوبصورت، معیاری اور مثالی ادبی جریدہ شمار کیا گیا جو بعد میں عہد ساز اور جہت نگار بھی ثابت ہوا۔“ (۹)

"سویرا" کا بنیادی مقصد جدید اردو کی نشو و نما ہے۔ اس نے مختلف ثقافتی اور سماجی مسائل کا احاطہ بھی کیا ہے۔ اس میں سیاست، تاریخ، آرٹ اور واقعات وغیرہ پر مضامین شائع ہوئے جو قارئین کو زبان و ادب کے متعلق بہترین نکتہ نظر فراہم کرتے رہے۔ یہ اپنے معیاری مواد، لبرل ازم اور ترقی پسند اقدار کو فروغ دینے میں ایک منفرد پہچان رکھتا ہے۔ "سویرا" کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس میں ادبا و شعرا کے ناموں کے بجائے ہمیشہ فن پارے کے معیار کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یہ ادبی رسالے کی کامیابی ہوتی ہے کہ کسی بھی مضمون کا معیار، اس کے متن کو دیکھ کر طے کیا جاتا ہے نہ کہ لکھنے والے کو۔ المختصر یہ زبان و ادب کے فروغ میں کارگر ثابت ہوا ہے۔ اس نے ۱۹۴۶ء سے تاحال اردو زبان و ادب کی ترویج میں بہترین خدمات انجام دیں ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ یوسف احمد، ماہنامہ شاعر کی ادبی خدمات (۱۹۲۸ء سے ۲۰۱۰ء تک) (مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اردو) (مہاراشٹر: اودے گیری کالج، ۲۰۱۷ء)، ص ۵۔

۲۔ سید کاظم جعفری، ''رسائل کی دنیا (اسپیشل فیچر)''، مشمولہ: روزنامہ دنیا، لاہور، ۲۷ نومبر، ۲۰۱۳ء، ص ۸۔

۳۔ نذیر احمد چودھری، ''مجھے بھی کچھ کہنا ہے (مضمون)''، مشمولہ: سویرا، شمارہ: ۱، جنوری ۱۹۴۶ء، ص ۸۔

۴۔ عزیز نبیل (مدیر)، مجلہ دستاویز دوحہ/ عالمی اردو ادب کا سالانہ دستاویزی سلسلہ برائے دوم سوم ۲۰۱۱ تا ۲۰۱۲ (دہلی: نیو پرنٹ سینٹر، ۲۰۱۲ء)، ص ۴۲۰۔

۵۔ ''اردو کے ادبی جرائد (۱۹۵۰ء سے ۱۹۸۰ء تک): رجحان اور رویے''، مشمولہ: ہماری ویب۔

۶۔ نذیر احمد چودھری، ''مجھے بھی کچھ کہنا ہے (مضمون)''، مشمولہ: سویرا، شمارہ: ۱، جنوری ۱۹۴۶ء، ص ۱۵۔

۷۔ مشتاق صدف، اردو صحافت: زبان، تکنیک، تناظر (لاہور: بک ٹاک، ۲۰۱۵ء)، ص ۳۲۹۔

۸۔ اسلم ملک، وارث بیگ، سویرا کا تنقیدی مطالعہ (مقالہ برائے ایم اے صحافت) (لاہور: پنجاب یونی ورسٹی، ۱۹۷۵ء)، ص ۱۶۹۔

۹۔ ڈاکٹر انور سدید، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، جنوری ۱۹۹۲ء)، ص ۱۸۔